نشری تقریر

ڈاکٹر اسرار احمد

انفاق فی سبیل اللہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٢٧٤

"وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن، خفیہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی ان کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے اور ان کو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے!"

ابھی آپ نے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۴ مع ترجمہ سُنی، جو انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال صرف کرنے سے متعلق دو رکوعوں سے بھی زائد پر پھیلی ہوئی ایک نہایت جامع بحث کی آخری کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے مال صرف کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات اور قرآن حکیم کے اساسی مضامین میں سے ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صرفِ مال کی دو بڑی بڑی مدّیں ہیں۔ ایک یتیموں، بیواؤں، محتاجوں، مسکینوں اور دوسرے امداد و اعانت کے مستحق لوگوں کی حاجت برآری میں مال خرچ کرنا جس میں غلاموں کو خرید کر آزاد کر دینا اور مقروضوں کو قرض

کے بوجھ سے نجات دلانا بھی شامل ہے اور دوسرے دین کی تبلیغ و اشاعت اور اللہ کے کلمے کی دنیا میں سربلندی اور دینِ حق کے غلبہ و اظہار کی جدوجہد میں مال کھپانا۔ جو گویا جہاد فی سبیل اللہ کا اہم جزو ہے۔

پہلی مد میں مال کے صرف کرنے کو قرآن کہیں تو محض اِعطاء کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے کہیں ایتاءِ مال سے۔ لیکن اس کے لئے اصل اصطلاحیں صدقہ اور زکوٰۃ ہیں صدقہ اس اعتبار سے کہ یہ انسان کے سچے معنی میں شریف، نیک اور صاحب مروّت ہونے اور اس کے سچائی کے ساتھ اللہ تعالےٰ اور اس کے وعدۂ جزا، اور وعیدِ سزا پر یقین رکھنے کی علامت اور دلیل ہے اور زکوٰۃ اس اعتبار سے کہ یہی انسان کے تزکیہ نفس کا سب سے مؤثر طریقہ اور دل کو دنیا کی محبت کی نجاست سے پاک کرنے کا سب سے کارگر ذریعہ ہے۔

دوسری مد میں مال خرچ کرنے کو قرآن بالعموم "جہاد بالمال" سے تعبیر کرتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں جہاد کا حکم اکثر و بیشتر ان الفاظ میں وارد ہوا ہے کہ " وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ " یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ میں اور کھپاؤ اس میں اپنے مال بھی اور اپنی جانیں بھی، اسی کو بہت سے مقامات پر اللہ کے ذمہ قرضِ حسنہ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور جابجا سوالیہ انداز میں ترغیب دلائی گئی ہے کہ " مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا " کون ہے، وہ جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے ؟ یہ اسلوب اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ واقعتاً انسان کو مال بہت محبوب ہے اور اس کا صَرف اس پر فطرتاً گراں گزرتا ہے۔ غالبؔ نے اسی انداز میں کہا ہے ؎

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرّر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد!

لیکن اس مد کے لئے قرآن کی سب سے کثیر الاستعمال اور جامع ترین اصطلاح، "انفاق فی سبیل اللہ" ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کا ایک اہم شعبہ اور ضروری جزو ہے۔

اس اعتبار سے جہاد اور انفاق تقریباً مترادف الفاظ بن جاتے ہیں اور جہاد بالمال والنفس یا انفاق جان ومال اور بذلِ مال ونفس دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

سورۂ بقرہ میں چھتیسویں رکوع کے آغاز سے انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون شروع ہوتا ہے اور مسلسل دو رکوعوں تک اسی بحث کے مختلف پہلوؤں پر کلام ہوا ہے چنانچہ اس کی اہمیت، اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی قدر ومنزلت، اس کی جزاء، اس کے بارگاہِ الٰہی میں قبول ہونے کی شرائط یعنی خلوص واخلاص، اس کے حبط اور ضائع ہوجانے کے اسباب یعنی ریاء اور جتلانا، اس کے لئے بہتر اور بیشتر مال نکالنا نہ کہ کمتر اور کہتر، اس کا اظہار اور اخفاء دونوں کا اپنے اپنے محل پر صحیح ہونا اور اس کا بہترین مصرف یعنی یہ کہ ایسے لوگوں پر خرچ کیا جائے جو اللہ کے دین کی خدمت اور اس کے پیغام کی نشر واشاعت میں اس درجہ مشغول ہوگئے ہوں کہ اپنی معاشی جدوجہد کے لئے کوئی وقت نہ نکال پائیں۔ الغرض انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق جملہ امور پر روشنی ڈالنے کے بعد وہ جامع آیت گویا ٹیپ کے بند کے طور پر آتی ہے جو آغاز میں تلاوت کی گئی تھی جس میں انفاق فی سبیل اللہ کے دوام پر بھی زور دیا گیا۔ یعنی یہ کہ یہ انفاق رات دن کرتے رہنا چاہیئے، اخفاء و اظہار دونوں کی پسندیدگی کا اعلان بھی فرما دیا گیا۔ یعنی یہ کہ "سرًا" ہو یا "علانیۃً" دونوں بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں۔ اس کی اُخروی جزاء کے قطعی اور یقینی ہونے کا بھی اطمینان دلا دیا۔ یعنی یہ کہ اس کا اجر اللہ کے یہاں محفوظ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ اُمید بھی دلا دی کہ اس کے ذریعے انسان وہ مقام حاصل کرسکتا ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں میں اسے نہ کوئی خوف رہے نہ حزن بلکہ سکون ہی سکون ہو اور چین ہی چین۔ گویا کہ یہ اشارہ کردیا گیا کہ اس انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے انسان مرتبۂ ولایت حاصل کرسکتا ہے اس لئے کہ یہ شان صرف اولیاء اللہ ہی کی ہے کہ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ"

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝